شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ: جلالتِ علمی اور تفردات

SHAH WALIULLAH, HIS ACADEMIC EXCELLENCE AND UNIQUE APPROACHES

Saeed Ahmad
Assistant Prof, Institute of Islamic Studies, University of The Punjab, Lahore;
saeed.is@pu.edu.pk

Muhammad Ijaz
Prof & Director Shaikh Zaid Islamic Centre, University of The Punjab, Lahore:
ijaz.szic@gmail.com

Abstract

The land of the subcontinent has given birth to a very prestigious and proudable persons, but there are some of them whose scholarly, spiritual, intellectual and innovative achievements have profound universal impacts on the Islamic world in general and the subcontinent in particular. Shah Waliullah's unique career is also one of these perfect and versatile personalities. In this article, his scholarly achievements and his unique qualities have been discussed and analyzed. His thoughts have been extracted from his books on the theme of Jurisprudence and Islamic spiritualism. His essence is a beacon of light for the pathfinders of cognition, while he is no less than a monastic lamp for the scholars. Shah Waliullah was undoubtedly a genius of his time. There is a consensus of all scholars on his scientific, spiritual and renewed comprehensiveness.

Keywords: Shah Waliullah, Academic Excellence, Unique Approach,

ویسے تو برصغیر کی سرزمین نے قابلِ فخر اور نابغہ روزگار سپوت جنم دیے ہیں لیکن ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی علمی، روحانی اور فکری و تجدیدی خدمات نے دنیائے اسلام کو بالعموم اور برصغیر کو بالخصوص متاثر کیا ہے اور اپنے کارناموں سے ایک دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈالے رکھا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ہمہ جہت شخصیت بھی انھیں

باکمال اور یگانہ روزگار ہستیوں میں سے ایک ہے۔آپ کی ذات ستودہ صفات جہاں سلوک و معرفت کے راہیوں کے لیے مشعل راہ ہے، وہاں اہلِ علم و دانش کے لیے بھی مینارہ نور سے کم نہیں ہے۔شاہ ولی اللہ بلا شک اپنے زمانہ کے نابغہ تھے۔ آپ کی علمی و روحانی اور تجدیدی ہمہ جہتی پر جملہ اہلِ علم و معرفت کا مجتمع دیکھائی دیتے ہیں۔ذیل کی تحریری کاوش میں ہم آپ کی جلالتِ علمی اور تفردات کا جائزہ میں لیں گے :

ابتدائی تعلیم و تربیت اور بیعت و خلافت

شاہ ولی اللہ کے آباو اجداد کے حالات کے لیے مستند مأخذ، شاہ صاحب کا اپنا لکھا ہوا رسالہ ''الامداد في مآثر الأجداد'' ہے۔اس میں حضرت شاہ صاحب نے اپنے چند اباء گرامی کے احوال کا ذکر خیر کیا ہے۔اسی تصنیف میں انہوں نے اپنا شجرہ نسب بھی زیب قرطاس کیا ہے۔اس کے مطابق آپ کا سلسلۂ نسب دوسرے خلیفہ راشد، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے۔چنانچہ آپ نسب کے اعتبار سے فاروقی ہوئے[1]۔حضرت شاہ ولی اللہؒ کی ولادت بدھ کے دن ۴شوال المکرم ۱۱۱۴ھ میں بوقت طلوعِ آفتاب[2] نانیہالی قصبہ پھلت (حال ضلع مظفر نگر) میں ہوئی[3] آپ کی تاریخ ولادت ''عظیم الدین'' سے نکلتی ہے۔[4] شاہ صاحب کی ولادت کے وقت آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم کی عمر ساٹھ سال تھی۔آپ کو شاہ صاحب کی ولادت سے پہلے بہت سارے مبشرات دکھائے گئے تھے۔شاہ عبدالرحیم نے ساٹھ سال کی عمر میں پہلی زوجہ کے بقیدِ حیات ہونے کے باوجود دوسری شادی انھی مبشرات اور

---

1 شاہ ولي اللہ، ''إمداد في مآثر الأجداد'' مشموله ''انفاس العارفين''، دهلي، مطبع مجتبائي،(۱۳۳۵ھ)، ص۱۵۸۔
Shah Walī Ullah, *Al-Imdād fi Ma'athir-al-Ajdād*; *Anfās-al-`Arifīn*, Dehli: Matba'-i Mujtaba'ī, 1335AH, 158. ṣūḥāīṭẓ

2 شاہ ولي اللہ،'' الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف، ''مشموله''انفاس العارفين''،(س ن)، ص۲۰۲۔
Shah Walī Ullah, *Al-Juz al-Laṭif fi Tarjumat-al-Abd al-Dhayif; Anfās-al-`Arifīn (n.d.), 202.*

3 ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت و عزیمت، ناظم آباد، کراچی، مجلس نشریات اسلام،(س ن)، ۵/ ۹۷

Abul Hasan Ali Nadwī, *Tareekh-e-Dawat o Azeemat*, Karachi: Majlis Nashriyāt-e-Islam, n.d.), 5-97

4 الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف، ص۲۰۲۔
Al-Juz al-Laṭif fi Tarjumat-al-Abd al-Dhayif, 202.

اشاراتِ غیبی کی وجہ سے کی تھی۔ان مبشرات اور اشاراتِ غیبی کو سُن کر شیخ محمد پھلتی نے اپنی لختِ جگر کو آپ کے نکاح میں دینے کا فیصلہ کیا[5] اور یہ مبارک عقد ۱۱۱۴ھ کے آغاز میں ہوا تھا۔آپ کی والدہ کا اسم گرامی فخر النساء تھا جو علومِ دینیہ میں اپنی مثال نہیں رکھتی تھیں۔

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنی ابتدائی تعلیم کے متعلق اپنی تصنیف لطیف ''الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف'' میں یوں رقمطراز ہیں:''پانچ سال کی عمر میں میں مکتب گیا اور سات سال کا تھا کہ والدِ بزرگوار نے مجھے نماز کے لیے کھڑا کر دیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ختنہ بھی اسی سال ہوا اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے قرآنِ عظیم ختم کر کے فارسی کتب اور مختصرات کو پڑھنا شروع کیا اور دس سال کی عمر میں شرح مُلّا پڑھتا تھا اور مجموعی طور پر اسی دوران میرے لیے مطالعہ کی راہ کھلی۔''[6]

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ چودہ سال کی عمر میں بیضاوی شریف کا ایک حصہ پڑھ لیا تو اس مرحلہ پر والدِ بزرگوار نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور درس کی اجازت عطا فرمائی۔جب عمر پندرہ سال ہوئی تو میں نے ہندوستان میں رائج علومِ متداولہ سے فراغت حاصل کر لی۔[7] شاہ صاحب اوائل عمری میں ہی والد ماجد کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر خلافت سے سرفراز کر دیے گئے تھے۔شاہ صاحب خود رقمطراز ہیں:''اور پندرہ سال کی عمر میں والد بزرگوار سے بیعت کر کے صوفیہ کے اشغال خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں مصروف ہو گیا اور ان کی توجہ و تلقین سے بہرہ ور ہوتے ہوئے ان سے آدابِ طریقت کی تعلیم اور خرقۂ صوفیہ حاصل کر کے اپنے روحانی سلسلے کو درست کر لیا۔''[8]

---

5 شاہ ولي اللہ،انفاس العارفين،دھلي، مطبع مجتبائي،(۱۳۳۵ھ)،ص ۶۳-۶۴۔
Shah Walī Ullah, *Anfās-al-`Arifīn*, Dehli: Matba'-i Mujtaba'I, 1335AH, 63-64.

6 الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف،ص ۲۰۲۔
Al-Juz al-Laṭif fi- Tarjumata al-Abd al-Dhayif, 202.

7 ایضاً،ص ۲۰۲-۲۰۳۔
Ibid. 202-203.

8 الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف،ص ۲۰۲۔
Al-Juz al-Laṭif fi- Tarjumata al-Abd al- Dhayif, 202

سفرِ حجاز اور اس کی اہمیت

شاہ صاحب کی علمی و روحانی اور فکری و تجدیدی حیات میں حجازِ مقدس کی طرف سفر اور وہاں پر قیام مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ حجازِ مقدس میں ایک سال کے قیام کے دوران، جہاں انھیں مختلف علوم و فنون اور مختلف مذاہبِ فقہ سے تعلق رکھنے والے نامور اساتذہ و مشائخ سے حصولِ فیض نصیب ہوا، وہاں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے بھی روحانی استفادہ کے قیمتی اور لگاتار مواقع نصیب ہوئے۔

اساتذہ کرام و مشائخ عظام

شاہ صاحب کی یہ خوش بختی ہے کہ جہاں وہ ذاتی طور پر نہایت ذہین و فطین تھے وہاں جن اساتذہ فن و مشائخ طریقت سے کسبِ فیض کرنے کے مواقع میسر آئے وہ سارے کے سارے اپنے اپنے میدان میں نہ اپنا ثانی رکھتے تھے اور نہ کوئی ان کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا تھا۔ ذیل میں ہم اُن میں سے چند مشائخ طریقت اور اساتذہ فن کے اسماء ذکر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن سے آپ از حد متاثر ہوئے اور بہت زیادہ علمی و روحانی استفادہ و استفاضہ کیا:

شاہ عبدالرحیم، شیخ احمد شناوی[9]، شیخ احمد قشاشی[10]، شمس الدین محمد بن العلاء بابلی[11]، شیخ عیسیٰ جعفری مغربی[12]، شیخ حسن عجمی[13]، شیخ عبداللہ بن سالم البصری[14]، شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی[15]

---

[9] شاہ ولي الله، ''إنسان العين في مشائخ الحرمين'' مشموله ''انفاس العارفين''، دهلي، مطبع مجتبائي، (١٣٣٥ھ)، ص١٨٥-١٨٦۔ (ملخصاً)

Shah Walī Ullah, *Insān-al-`ain fi Mashaikh-al-Ḥaramyn; Anfās-al-`Arifīn*, Dehli: Matba'-i Mujtaba'I, 1335AH, 185-186.

[10] إنسان العين في مشائخ الحرمين، ص١٨٦-١٨٨۔ (ملخصاً)

Insān-al-`ain fi Mashaikh al-Ḥaramyn, 186-188.

[11] ایضاً، ص١٨٩-١٩٠۔ (ملخصاً)

Ibid. 189-190.

[12] ایضا، ص١٩٠-١٩١۔ (ملخصاً)

Ibid. 190-191.

ان علماء کرام اور مشائخ ذی احتشام کا نام پڑھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ شاہ صاحب جیسے ہفت رنگ ہیرے کو تراشنے کے لیے کس قدر ماہر جوہری میسر آئے۔

شاہ صاحب کی مصروفیات و معمولات

والد محترم کے انتقال پر ملال کے بعد، شاہ صاحب "مدرسۂ رحیمیہ" میں کم و بیش بارہ سال تک دینی و عقلی فنون پر مشتمل کتب کی تدریس میں مصروف رہے اور ہر فن میں خاصا ملکہ حاصل کر لیا۔[16] سفرِ حجاز سے واپسی کے بعد شاہ صاحب ہر فن کے متعلقہ رجالِ کار کی تیاری کے بعد خود حقائق و معارف کے بیان و تحریر اور مطالعہ و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔[17]

شاہ صاحب کو مزاج اور ضبطِ اوقات میں بڑی مستقل مزاجی ودیعت کی گئی تھی۔ مسلسل ایک ہی حالت میں بیٹھ کر مطالعہ و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے بقول:

"مثل والد ماجد شخصے کم بنظر آمد سوائے علوم و کمالات دیگر در ضبط اوقات، چنانچہ بعد اشراق کہ می نشست تا دوپہر زانو بدل نمی کرد و خارش نمی بود و آبِ دہن نمی انداخت"[18]

"دیگر علوم و کمالات کے علاوہ ضبطِ اوقات میں بھی والد ماجد کی طرح کم ہی کوئی آدمی نظر آیا۔ اشراق کے بعد جو بیٹھتے تھے تو دوپہر تک پہلو بھی نہ بدلتے تھے اور نہ کھجاتے تھے نہ تھوکتے تھے۔"

---

[13] ایضاً، ص ۱۹۳-۱۹۵۔ (ملخصاً)

Ibid. 193-195.

[14] إنسان العين في مشائخ الحرمين، ص ۱۸۶-۱۸۸۔

Insān-al-`ain fi Mashaikh al-Ḥaramyn, 186-188.

[15] ایضاً، ص ۱۹۸-۲۰۰۔ (ملخصاً)

Ibid. 198-200.

[16] الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف، ص ۲۰۳۔

Al-Juz al-Laṭif fi-Tarjumata al-Abd al- Dhayif, 203.

[17] ملفوظات شاہ عبدالعزیز (مرتب نامعلوم)، میرٹھ، مطبع مجتبائی (۱۳۱۴ھ)، ص ۴۰۔

Malfūzat-i Shah Abd al-Azīz (Meeruth: Maṭba'-i Mujtaba'ī, 1314AH), 40.

[18] ایضاً، ص ۴۳۔

Ibid. 43.

انتقالِ پر ملال

حضرت شاہ ولی اللہ کے مرض الموت بڈھانہ (ضلع مظفر نگر) سے شروع ہوا۔ آپ علاج کی غرض سے ۹ذی الحج ۱۱۷۵ھ / یکم جولائی ۱۷۶۲ء کو دہلی تشریف لے گئے اور اپنے مرید و شاگرد بابا فضل اللہ کشمیری کے مکان میں قیام فرمایا۔ بروز جمعہ المبارک ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ / ۲۰ اگست ۱۷۶۲ء بوقت جمعہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کی دارِ فنا سے راہی ملکِ بقا ہوئے۔ مہندیاں کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

علمی وقار

شاہ ولی اللہ کے علمی جاہ و حشم پر بات کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس پر فتن اور زوال کے دور میں آپ کی ولادت ہوئی، اُس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے۔ سید متین ہاشمی سطعات کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے دورِ حکومت میں اکبری عہد کے الحاد اور اباحیت کا قلع قمع کر دیا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی کے خانوادۂ گرامی کے زیر اثر ہندوستان میں ایسی صورتِ حال پیدا کر دی تھی کہ اگر اس (اورنگ زیب عالمگیر) کے جانشین ذرا بھی ہوشِ گوش سے کام لیتے تو اس ملک میں نہ اُن کے اقتدار کو زوال لاحق ہوتا اور نہ معتقدات کو۔ لیکن اورنگ زیب کے جانشین عیش کوش، دوں ہمت اور حکمرانی کی تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے عاری نکلے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی وفات ہوتے ہی فتنوں کا جیسے آتش فشاں پھٹ پڑا، ملک میں طوائف الملوکی پھیل گئی، اقتدار کی باہمی کشاکش، سازشوں پر سازشیں اور امراء کی دھڑے بازیاں شروع ہو گئیں پھر تو ایسا خونی انقلاب آیا کہ دلّی خون میں نہا گئی، نادر شاہ شامتِ اعمال بن کر نازل ہوا اور اس نے دلی کے سہاگ کی چادر کو تار تار کر دیا، مرہٹوں کی تاخت و تاراج، جاٹوں کی لوٹ مار اور سکھوں کے مظالم کی داستانیں آج بھی مؤرخ کو خون کے آنسو رُلاتی ہیں۔ مسلمان ان تمام قوتوں کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے تھے لیکن اس کو کیا کیجیے کہ باہمی افتراق و تشتت نے ان کے سارے قوائے عملی کو مفلوج کر رکھا تھا۔ وہ زندگی کے سنگین حقائق سے بے بہرہ، توہمات کے بندھنوں کے اسیر، جہالت کی دیوی کے پجاری اور ہوائے نفسانی کے غلام بنے ہوئے تھے۔

مسجدیں ویران تھیں، خانقاہوں میں اندھیرا چھایا ہوا تھا، محل سازشوں کی آماجگاہ اور عیاشیوں اور ہوس پرستیوں کے مراکز بنے ہوئے تھے، مغلوں کے اقتدار کا چراغ ٹمٹا رہا تھا۔ صرف ایک جھونکے کا انتظار تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر انگریزوں، پرتگالیوں اور فرانسیسیوں کی حرص آلود نگاہیں ہندوستان پر پڑ رہی تھیں۔ غرضکہ ہر طرف تاریکی

تھی——ایک بھیانک تاریکی، نشانِ منزل گم اور چراغِ راہ بجھا ہوا۔ ان حالات میں اورنگ زیب کی وفات سے ٹھیک چار سال قبل ۴ شوال بروز چہار شنبہ ۱۱۱۴ھ (۱۲ فروری ۱۷۰۳ء) کو دہلی کے ایک صاحبِ نسبت اور فخر روزگار خانوادے میں حضرت شاہ عبدالرحیم کے گھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ولادت ہوئی۔"[19] علامہ شبلی نعمانی کا تبصرہ پڑھیے:

"ابنِ تیمیہ اور ابنِ رُشد کے بعد بلکہ خود انھیں کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل شروع ہوا، اُس کے لحاظ سے یہ اُمید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحبِ دل و دماغ پیدا ہوگا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانے میں جب کہ اسلام کا نفس واپسیں تھا، شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہو جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی، رازی اور ابنِ رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔"[20]

معاصر حالات اور قلمی خدمات

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے لکھا ہے کہ شاہ صاحب کے عہد (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ) میں اورنگ زیب کے بعد گیارہ مغل بادشاہ تخت نشین ہوئے، ان میں سے کسی[21] کی مدت حکومت دس مہینے تھی کسی کی چار مہینے[22] سے کم، کسی کی سلطنت برائے نام[23] اور کسی کی چند دن حکومت رہی[24] لیکن اس دورِ زوال میں بھی، جس میں ہر طرف طوائف

---

[19] متین ہاشمی، سید، سطعات مترجم، (مقدمہ) لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، (مئی ۱۹۹۹ء)، ص۲،۱۔
Syed Mateen Hāshmī, *Saṭ`āt-Mutarjam,* Idara Thaqafat-e-Islamia, Lahore, 1999 AH, P 1-2.

[20] شبلی نعمانی، علم الکلام، کراچی: مسعود پبلشنگ ہاؤس، (۱۹۶۴ء)، ص۸۷۔
Shiblī Nomānī, *Ilm-al-Kalām,* Karachi: Masood Publishing House, 1964, 87.

[21] معز الدین جہاندار شاہ۔
Mu'izz-ud-Din Jahandar Shah.

[22] رفیع الدرجات، ابن رفیع القدر، مدت حکومت تین ماہ دس روز۔
Rafi ud-Darajat, ibn Rafi′ al-Qadr.

[23] رفیع الدولہ ابن رفیع القدر۔
Rafi′ al-Dowla ibn Rafi′ al-Qadr.

[24] تاریخ دعوت و عزیمت، ۵/۴۷۔
Tareekh e Dawat o Azeemat 5-47

الملوکی اور فکری ابتری تھی، شاہ ولی اللہ کے ہر میدان میں کارہائے نمایاں یقیناً آن کے اپنے دور کے مجدد و مصلح ہونے پر دال ہیں۔ ذیل میں ہم موضوعات کے اعتبار سے شاہ صاحب کی مختلف موضوعات پر چند اہم اور معروف تصانیف کا تذکرہ کریں گے۔

قرآن و حدیث اور تفسیر کے موضوع پر آپ کی درج ذیل کتب ہیں:

1۔فتح القرآن في ترجمة القرآن 2۔فتح الخبير 3۔زهراوين 4۔تاويل الأحاديث 5۔الأربعين 6۔الإرشاد إلي مهمات علم الأسناد 7۔تراجم أبواب البخاري 8۔شرح تراجم أبواب صحيح البخاري

9۔الفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين 10۔النوادر من احاديث سيد الأوائل والأواخر

تصوف و تزکیہ سے متعلق شاہ صاحب کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔القول الجميل في بيان سواء السبيل2۔سطعات 3۔الطاف القدس 4۔همعات 5۔لمعات 6۔الانتباه في سلاسل أولياء الله 7۔التفهيمات الإلٰهية 8۔الدرّ الثمين في مبشرات النبي الأمين صلي الله عليه وسلم 9۔فيوض الحرمين 10۔شفاء القلوب 11۔كشف العين عن شرح الرباعيتين 12۔فتح الودود لمعرفة الجنود13۔الخير الكثير 14۔البدور البازغة 15۔المكتوب المدني

فقہ و شریعت سے متعلق آپ کی کتب و رسائل کا تعارف مندرجہ ذیل ہے:

1۔المسوي شرح المؤطا 2۔مصفّي شرح المؤطا 3۔حجة الله البالغة 4۔الإنصاف في بيان سبب الاختلاف 5۔ عقد الجيد في احكام الاجتهاد والتقليد 6۔رساله دانشمندي

اُصول و عقائد سے متعلق آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔الفوز الكبير في اصول التفسير 2۔ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء 3۔قرة العينين في تفضيل الشيخين 4۔حسن العقيدة 5۔المقدمة السنية في الانتصار للفرقة السنية 5۔المقالة الوضية في النصيحة والوصية (یہ رسالہ بزبان فارسی ہے۔ یہ المرآة الوضية في النصيحة والوصية کے نام سے بھی معروف ہے۔

ذیل میں فضائل وسیر کے موضوع پر شاہ صاحب کی تالیفات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

1۔سرور المحزون 2۔انفاس العارفین3۔بوارق الولایة 4۔شوارق المعرفة 5۔النبذة الابریزیة في اللطیفة العزیزیة 6۔العطیة الصمدیة في الأنفاس المحمدیة 7۔انسان العین في مشائخ الحرمین 8۔الجزء اللطیف في ترجمة العبد الضعیف 9۔الامداد في مآثر الأجداد

ذیل میں شاہ صاحب کے مکتوبات اور شعر و سخن کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

1۔ مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلاثه 2۔ کلمات طیبات 3۔ نادر مکتوبات شاہ ولي الله دهلوي رحمه الله 4۔ اطیب النغم في مدح سید العرب والعجم صلي الله علیه وآله وسلم 5۔ دیوانِ اشعار

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تفردات

شاہ ولی اللہ دہلوی ایک گوشہ نشین درویش یا کتابوں کے انبار میں بند رہنے والے عالم ہی نہ تھے بلکہ اُن کا ہاتھ زمانے کی نبض پر تھا۔وہ عصری احوال، مذہبی رسوم وعقائد، سیاسی نشیب وفراز اور زوال وانحطاط کے اسباب پر گہری نظر رکھتے تھے۔علومِ ظاہری اور علومِ باطنی سے بہرہ ور شاہ صاحب کے اسلوبِ تحریر میں جدّت و ندرت کے علاوہ حشو و زوائد سے پاکیزگی بھی پائی جاتی ہے۔آپ استقرائی اور استخراجی دونوں قسم کے دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔قرآن و احادیث، آثارِ صحابہ، تاریخ، مشاہدات اور تجربات سے استفادہ کرتے ہیں۔[25] یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب نے حرمین شریفین کے مختلف مذاہبِ فقہ سے تعلق رکھنے والے اساتذہ سے اکتسابِ فیض کرنے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے مستفیض ہونے کے بعد اپنے مزاج اور فکر میں جہاں بھی تبدیلی کی گنجائش پائی اُس کے مطابق اپنے مزاج اور فکر کو ڈھال لیا۔سفرِ حجاز کے بعد آپ کی فکر اور مزاج میں وسعت آئی وہ روایتی متشدد فقیہ وعالم،غالی صوفی اورنرے مفکر نہ رہے بلکہ صوفیانہ اخلاق، عالمانہ جلالت اور

---

[25] محمد صدیق قریشی، اہم سیاسی مفکرین، اسلام آباد(پاکستان): مقتدرہ قومی زبان،ط– ۲ (۲۰۰۲ء)،ص۲۰۸۔
Muhammad Sidique Qurayshī, *Aham Siyasī Mufakrīn* (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zubān, 2002), 208.

زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر بات کرنے والے مفکر کے طور پر سامنے آئے۔ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے چند تفردات سپردِ قرطاس کیے جاتے ہیں:

1۔متوازن نظریہء تقلید

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے افراط و تفریط کے ماحول میں تقلید سے متعلق متوازن نظریہ پیش کیا۔ جیسے عامی کے لیے شاہ صاحب مذاہبِ اربعہ کی تقلید تک محدود رہنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن جہاں تک مذہب معیّن کی بات ہے شاہ صاحب کے نزدیک اگر خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ ہو تو مذہبِ معین کی پابندی ضروری نہیں ہے۔[26] کیونکہ عام آدمی کا کوئی معین فقہی مذہب نہیں ہوتا اس کا مذہب صرف مفتی کا فتویٰ ہے۔[27] علاوہ ازیں آپ ایسے لوگوں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جن کے لئے تقلید واجب ہے [28] اور ایسے اشخاص کا بھی ذکر فرماتے ہیں جن کے لئے تقلید حرام ہے۔[29]

2۔روشِ فقہائے محدثین

شاہ ولی اللہ نے اپنی وسیع النظری اور علمی گہرائی کے ساتھ فقہی مذاہب کے مابین جمع و تطبیق کی سعی محمود کا آغاز فرمایا اس کے لیے آپ نے کئی محاذوں پر کام کیا جن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے مذاہبِ اربعہ کی کتب اور ان کے

---

[26] دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، دہلی: مطبع مجتبائی (۱۳۴۴ھ) ص ۷۹۔
Shah Walī Ullah, *Iqd-al-Jid fi Aḥkām-al-Ijtihad wat-Taqlīd* (Dehli: Matba'-i Mujtaba'ī, 1344AH), 79.

[27] أیضاً، ص ۷۸۔
Ibid. 78.

[28] دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف في بیان سبب الاختلاف، لاہور، ہیئۃ الاوقات بحکومۃ پنجاب (۱۹۸۱ء) ص ۴۳-۴۵۔
Shah Walī Ullah, *Al-insāf fi Bayān-e-sabab-al-Ikhtelāf* (Lahore: Hayat-al-awqāf Punjab, 1981), 43-45.

[29] دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، (س ن)، ۱/۴۴۴
Shah Walī Ullah, *Ḥujjatullah-al-Bālighah* (Karachi: Qadeemī Kutab Khana, n.d.), 444/1.

مستدلات کی روشنی میں نیز نورِ غیبی کی مدد سے اپنے لیے ایک معتدل روش اختیار فرمائی اس روش کا نام آپ نے "روش فقہائے محدثین" رکھا:

"وبعد ملاحظہ کتب مذاہبِ اربعہ واصول فقہ ایشاں واحادیثے کہ متمسّک ایشاں است قرار داد خاطر بمدد نور غیبی روش فقہائے محدثین افتاد"[30]

روش فقہائے محدثین کا مطلب ہے کہ مجتہدین کے اقوال کو حدیث پر پیش کیا جائے اور جو قول ظاہر و معروف حدیث کے موافق ہو اسے قبول کیا جائے۔ نہ تو مجتہدین کے اقوال سے استغناء ہو اور نہ ان اقوال پر حدیث سے صرف نظر کر کے اصرار کیا جائے۔

3۔ہر فقہی مذہب کے موافق افتاء کا اہتمام

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر فقہی مذہب کے مطابق افتا جاری کرنے کا اہتمام کیا۔ خواجہ محمد امین کو شاہ صاحب اپنے فقہی مسلک کے بارے میں اُن کے سوال "آنکہ عمل تو در مسائل فقہیہ بر کدام مذہب است؟" (یعنی مسائل فقہیہ میں آپ کس مذہب فقہی پر عمل پیرا ہیں؟) کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بقدر امکان جمع مے کنم در مذاہب مشہورہ مثلاً صوم وصلوٰۃ ووضوو غسل وحج بوضع واقع میشود کہ ہمہ اہل مذاہب صحیح دانند وعند تعذّر الجمع باَقویٰ مذاہب ازروئے دلیل وموافقت صریح حدیث عمل می نمایم وخُدا تعالیٰ ایں قدر علم دادہ است کہ فرق درمیان ضعیف وقوی کردہ شود، ودر فتویٰ بہ حال مُستفتی کار می کنم، مقلد ہر مذہبے کہ باشد اوراازہماں مذہب جواب می گویم، خدا تعالیٰ، ہر مذہبے ازیں مذاہب مشہورہ معرفتے دادہ است الحمدللہ تعالیٰ"[31]

"روزہ، نماز، وضو، غسل اور حج جیسے مسائل میں بقدر امکان مذاہبِ مشہورہ کے درمیان جمع و تطبیق کرتا ہوں کیونکہ تمام اہلِ مذاہب اس بارے میں صحیح علم رکھتے ہیں اور جب تطبیق دشوار ہوتی ہے تو ازروئے دلیل اور صریح حدیث کے موافق جو قوی مذہب ہو اُسے اختیار کرتا ہوں، خدا تعالیٰ نے اس قدر علم عطا فرمایا ہے کہ قوی وضعیف کے

---

[30] الجزاء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف، ص ۲۰۳، ۲۰۴۔
Al-Juz al-Laṭif fi Tarjumat-al-Abd-al-Dhayif, 203-204.

[31] شاہ ولی اللہ، "مکتوبات" لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، (۱۹۹۹ء)، مکتوبات، ص ۴۸۔
Shah Walī Ullah, *Maktūbāt* (Lahore: Maktabat-as-Salafiya, 1999), 48.

درمیان فرق کر سکوں اور فتویٰ دینے میں، میں فتویٰ لینے والے کی حالت کا خیال رکھتا ہوں کہ جس مذہب کا مقلد ہو اُسی مذہب کے مطابق جواب دیتا ہوں، خدا تعالیٰ نے مذاہب مشہورہ میں سے ہر مذہب کے متعلق اتنی معرفت دے دی ہے (کہ جس کی روشنی میں ہر مذہب کے مقلد کو اس کے سوال کا جواب دے سکوں) الحمد للہ تعالیٰ۔''

4۔ مذاہبِ اربعہ کا مقام و مرتبہ

شاہ صاحب کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے یہ شرح صدر بھی نصیب ہوا کہ مذاہبِ اربعہ مقام و مرتبہ کے اعتبار سے برابر ہیں، فرماتے ہیں:

"سألته عن هذه المذاهب الاربعة و بهذه الطرق أيها أوليٰ عنده بالأخذ وأحب ففاض علي قلبي أن المذاهب والطرق كلها سواء ولافضل لواحد علي الآخر"[32]

''میں نے آپ ﷺ سے ان مذاہبِ اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) اور سلاسلِ طریقت سے متعلق استفسار کیا کہ عمل کے اعتبار سے کون سا مذہب اور سلسلۂ طریقت زیادہ اولیٰ اور محبوب ہے تو میرے دل پر یہ فیضان القاء ہوا کہ تمام مذاہبِ فقہ اور سلاسلِ طریقت برابر ہیں ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔''

5۔ مذاہب اربعہ اور ان کے مابین جمع و تطبیق کا نبوی حکم نامہ

قیام حرمین شریفین کے دوران شاہ ولی اللہؒ کو مذاہبِ اربعہ کو لازم پکڑنے اور ان کے مابین جمع و تطبیق کے حوالے سے بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے حکم نامہ موصول ہوا، آپ فرماتے ہیں:

"وثانيها الوصاة بالتقيد بهذه المذاهب الأربعة، لا أخرج منها و التوفيق ما استطعت و جبلتي تابي التقليد و تأنف منه رأساً و لكن شي طلب مني التعبدية بخلاف نفسي"[33]

''دوسرا امر جس کا مجھے تاکیدی حکم دیا گیا وہ یہ ہے کہ میں ان چار فقہی مذاہب کا پابند رہوں اور ان کے دائرہ سے باہر نہ نکلوں اور جہاں تک ممکن ہو ان کے مابین موافقت پیدا کروں حالانکہ میری طبیعت تقلید سے اباء کرتی تھی

[32] دہلوی، شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین (اکتیسواں مشاہدہ)، دلی، مطبع احمدی، (س ن)، ص ۳۸۔
Shah Walī Ullah, *Fuyūdh-ul-Ḥaramain* (10th Mushahida), (Dehli: Matba'-i-Ahmadī n.d.), 38.

[33] فیوض الحرمین (تینتسواں مشاہدہ)، ص 80۔
Fuyūdh-ul-Ḥaramain (33rd Mushahida), 80.

اور اسے سرے سے تقلید سے انکار تھا لیکن چونکہ یہ چیز خود میری اپنی طبیعت کے خلاف اطاعت و عبادت کی طرح مجھ سے طلب کی گئی تھی، اس لیے مجھے اس سے مفر نہ تھا۔"

6۔ المؤطاء کی شرح "المسویٰ" و "المصفي" اور تطبیق کی عملی کوشش

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ احساس بھی عطا کیا گیا کہ آپ ہر فاسد شیرازہ کو توڑنے والے اور خلعتِ فاتحیت سے سرفراز ہیں، نیز آپ سے ایک خاص نوع کی خدمت اور اُمت میں خاص نوع کی شیرازہ بندی کا کام لیا جانا ہے۔[34]
تطبیق کا یہ کام آپ نے دو مرحلوں میں کیا:

پہلے مرحلہ میں آپ نے اپنے ملک کے ماحول کے پیشِ نظر فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے درمیان تطبیق کی عملی کوشش فرمائی۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے "المسویٰ" شرح المؤطاء" کی تصنیف فرمائی۔[35] دوسرے مرحلہ میں آپ نے چار فقہی مذاہب کی آراء کے مابین تطبیق و توفیق کا کام شروع فرمایا۔ چنانچہ اپنی تصنیف "المصفي" شرح المؤطاء میں اسی نہج پر کوشش فرمائی۔[36]

7۔ تطبیقی خدمات میں الہام کی صورت میں نصرت و تائید ربانی

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ الہامِ ربانی کی نعمت سے بہرہ ور تھے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"نفحۂ ثانیہ میں مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہارے ذریعہ سے اُمتِ مرحومہ کے منتشر اجزاء کو جمع کر دے اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فروعات میں اپنی

---

[34] فیوض الحرمین (اکتیسواں مشاہدہ)، ص 77۔
Fuyūdh-ul-Ḥaramain (31st Mushahida), P. 38.

[35] اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، ص 96۔
Usūl-e-fiqh aur Shah Walī Ullah, P. 96.

[36] دہلوی، شاہ ولی اللہ، مصفی شرح المؤطا، کراچی، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، (س ن)، ۱/ ۳۔
Shah Walī Ullah, *Al-Muṣaffa Sharaḥ Muwatta* (Karachi: Muhammad Ali Kārkhana, n.d.), 1/3.

قوم کی ہر گز مخالفت نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا ارادۂ الٰہیہ کے خلاف ہے بعد ازاں اس سلسلہ میں مجھ پر ایک مثالی طریقہ منکشف ہوا جس سے مجھے سنت اور فقہِ حنفی میں تطبیق دینے کی کیفیت معلوم ہوئی ۔ "[37]

8۔ اسبابِ اختلاف کی معرفت کا ملکہ

جمع و تطبیق کے اس نازک عمل میں اللہ تعالیٰ نے حق تک رسائی کے لیے آپ کو ایک "میزان" بھی عطا فرمایا۔ جس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرے دل میں کسی خاص وقت میں ایسا میزان رکھ دیا ہے جس سے میں اس امت محمدیہ ﷺ میں ہونے والے ہر اختلاف کا سبب پہچان لیتا ہوں اور یہ بھی جان لیتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک حق کیا ہے ؟ اور مجھے یہ قدرت بھی دی کہ میں اس کو عقلی اور نقلی دلائل سے اس طرح ثابت کر دوں کہ اس میں کوئی شُبہ اور اشکال باقی نہ رہ جائے۔[38]

9۔ مشکوٰۃ نبوت سے استفادہ

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ نبوت سے استفادہ کے شرف سے بھی بہرہ ور تھے۔ شاہ صاحب بارگاہِ رسالت سے کس طرح مستفید و مستفیض ہوئے ؟ اس کی ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں :

"رسول اللہ ﷺ نے بنفسِ نفیس مجھے سلوک کے راستے پر چلایا اور اپنے مبارک ہاتھوں میں میری تربیت فرمائی چنانچہ آپ ﷺ کا اویسی اور براہِ راست شاگرد ہوں اور اس معاملے میں میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنی روحِ مکرمہ کے دیدار سے شرف یاب فرمایا اور اُس کی مجھے معرفت بخشی کیونکہ کسبِ فیض کرنے سے پہلے فیض کرنے والے کی ذات کو جاننا ضروری ہے۔ [39]

خلاصہ بحث

---

[37] دہلوی، شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین (اکتیسواں مشاہدہ)، دہلی، مطبع احمدی، (س ن) ص 77۔

Shah Walī Ullah, *Fuyūdh-ul-Ḥaramain (*31st Mushahida*)*, (Dehli: Matba'-i-Aḥmadī n.d.), 77.

[38] شاہ ولی اللہ، مکتوبات، ص ۴۸

Shah Walī Ullah, *Makūbāt, 47.*

[39] شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین، (سترہواں مشاہدہ)، ص ۵۵-۵۶۔

Fuyūdh-ul-Ḥaramain (17^{th} Mushahida), 55-56.

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک متبحر عالم، فقیہ اور محدث تھے بلکہ باکمال صاحب کشف ومشاہدہ صوفی بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ ربوبیت اور بارگاہِ رسالت کا خصوصی قرب حاصل تھا۔ یہ مقام ہر اُس صاحبِ ایمان کو حاصل ہو سکتا ہے، جو اپنے نفس کو خواہشاتِ نفسانیہ سے محفوظ رکھے، تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن کرنے کے ساتھ ساتھ مخلص ہو کر رب تعالیٰ کی بندگی بجالائے اور اتباعِ نبوی ﷺ کو لازم پکڑے۔ اسی کو روحِ تصوف کہا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغہ روزگار، حیاتِ مستعار کی فانی لذتوں میں گم نہیں ہوتے بلکہ اخلاص وللّٰہیت، جہدِ مسلسل اور توکل علی اللہ کو اپنا شعار بناتے ہوئے سوئے منزلِ حقیقی گامزن رہتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ نے احوالِ زمانہ کے مطابق جس جس شعبہ ہائے حیات میں کام کی ضرورت محسوس کی، اسے مشقِ سخن بنایا۔ شریعت وطریقت کے مابین مغائرت کو دور کیا، ائمہ اربعہ کے مابین اختلافات کو رحمت قرار دیا اور اُن میں تطبیق دے کر اجتماعی فقہ کی تدوین کے امکان کو عملی شکل دے دی۔ تصوف اور صوفیہ پر ہونے والے اعتراضات کا علمی محاکمہ کر کے اسلامی وغیر اسلامی تصوف میں فرق واضح کیا۔ اُصول وعقائد میں پائے جانے والے غلو کے خاتمہ کے لیے بھی قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ نیز جملہ علوم کا مقصود ومطلوب واضح کیا کہ یہ وصول الی اللہ کا ذریعہ ووسیلہ ہیں نہ کہ اصل منزل۔ اس لیے ان علوم کے ذریعے "وصول الی اللہ" کے حصول کو ہی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ مذکورہ بالا بحث سے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت اور آپ کے تفردات کے تذکرہ سے آپ کا مقام ومرتبہ خوب واضح ہو رہا ہے، اس سے آپ علیہ الرحمۃ کی شخصیت ہر متلاشئ علم ومعرفت کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License